

# افکار

[موقر ماہنامہ "فاران" کی اشاعت جون ۶۳ء میں "فکر و نظر" سہ ماہیہ شائع ہوا تھا۔ ہم اسے شکر کے ساتھ ذیل میں درج کر رہے ہیں۔ آخر میں اس "تبصرے" کے بارے میں اپنی چند گزارشات پیش کر رہے ہیں۔ ادارہ]

ماہنامہ "فکر و نظر" مجلس ادارت: ڈاکٹر فضل الرحمن، ڈاکٹر صغیر حسن محسوی، ڈاکٹر رفیق احمد، سید قدرت اللہ فاطمی (مدیر مسئول)، خالد مسعود (نائب مدیر) سالانہ چنانچہ

چھ روپے قیمت فی پرچہ، ساٹھ پیسے۔ ملنے کا پتہ: پاکستان پبلشنگ ہاؤس پاکستان چرک، کراچی۔  
یہ مجلہ مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی کا آرگن ہے، جس کے گیارہ شمارے اب تک منظر عام پر آچکے ہیں یہ رسالہ وقت پر شائع ہوتا ہے اور صاحب فکر علماء اور یلند پایہ النشا پردازوں کا اسے تعاون حاصل ہے، اس میں اونچے درجہ کے علمی اور دینی مضامین آتے رہتے ہیں جو ذہن و فکر کو چونکا دیتے ہیں۔

اس اختراٹ کے بعد عرض ہے کہ احادیث رسول، تہذیب و آداب، سور، قربانی، ضبط و ولادت وغیرہ مسائل میں اس مجلہ کا نقطہ نگاہ تجدیدانہ اور اس ادارہ کا رجحان اباحتیت کی جانب ہے! وہ مسائل جو تیرہ سو سال کی مدت میں سلف، صالحین اور جمہور علماء، اُمت کے نزدیک متفق رہے ہیں، ان میں رائے زنی کر کے تشکیک و اضطراب پیدا کرنا اس رسالہ کا طرہ امتیاز ہے۔

جہاں تک روایتوں اور علماء کی آراء کا تعلق ہے، ہر قسم کی روایتیں اور رائیں اسلام کے

ظہر پھر میں ملتی ہیں مثلاً جمہور امت کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے جس فرزند کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا ارادہ اور عمل کیا تھا وہ حضرت اسمعیل علیہ السلام تھے مگر ایک دو مفسرین نے حضرت اسحق علیہ السلام کے ذبیح ہونے کی بھی رائے دی ہے۔ تو جو شخص امت کے مسئلہ عقیدہ کو مشکوک و مضطرب بنانے اور مسلمانوں کے ذہن و فکر میں انتشار پیدا کرنا چاہتا ہے گا وہ حضرت اسحق علیہ السلام کے ذبیح ہونے کی بحث کو اٹھائے گا اور کثرت آراء کے مقابلے میں شذوذ کو ترجیح دے گا! اسی طرح امت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ کوئی عورت نبی اور رسول نہیں ہوتی مگر ایک وہ شخص جسے دین میں آراء دی رائے اور تجدید و احداث کا شوق اور لپکا ہو گا وہ کسی گزشتہ عالم و امام کی اس کو شذوذ و بد کے ساتھ پیش کرے گا جس میں عورت کے بھی ہونے کے امکان کو تسلیم کیا گیا ہے۔

مثال کے طور پر ماہ مئی ۱۹۷۷ء کا "فکر و نظر" ہمارے سامنے ہے اس میں مسئلہ قربانی پر ایک مضمون ہے، اس کا خاتمہ مندرجہ ذیل عبارت پر ہوتا ہے۔

"بے شک صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین کا مسلک برحق ہے لیکن حضرت بلال کا مسلک بہت ترقی پسندانہ ہے کہ قربانی کے لئے صرف مرغ کافی ہے اور قربانی کی بجائے اس کی قیمت سے کسی عیاجت مند کی ضرورت پوری کر دی جائے تو اس سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے"

روایت اس مضمون میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے منسوب کی گئی ہے وہ اس لئے تحقیق طلب اور قابل غور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا یہ مسلک نہیں رہا کہ وہ حلال چوپایوں کی جگہ پرندوں کی قربانیاں دیا کرتے ہوں یا قربانی کرنے کے بجائے اس کی قیمت کا صدقہ دینا کافی سمجھتے ہوں! اگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اس روایت کی نسبت درست بھی ثابت ہو جائے تو اس روایت کے ساتھ امت کا سلوک حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس روایت جیسا ہو گا جس میں وہ "مسعودین" کو قرآن کریم میں شامل نہیں سمجھتے تھے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جمہور صحابہ کے مقابلے میں حضرت بلال کے اس مسلک یا رائے کو "ترقی پسندانہ" سمجھنا، رسول اور جمہور صحابہ پر ایک طرح کا طنز ہے!

مجلد "فکر و نظر" کے اس شمارے میں عمر احمد عثمانی صاحب کا مقالہ "مسئلہ تعدد از دواج" پر ہے، یہ وہ صاحب ہیں جنہوں نے غلام احمد پرویز کے مسلک ضلالت (انکار سنت) میں ساہا سالوں کی رفتار

کی ہے بلکہ اس سلسلے کو غذا اور تقویت پہنچائی ہے! اس مزاج و فکر اور ذہنیت کا شخص قرآن کی جو شرح و تفسیر کرے گا، اس میں "قرآن" کم اور متحد و آزاد خیالی زیادہ ہوگی! سیدھی ساری بات یہ ہے کہ تعدد ازدواج، کو کسی عالم نے فرض و واجب کا درجہ نہیں دیا ہاں! اُسے "اجازت" سمجھا ہے جس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے! یہ تجدیدین تعدد ازدواج کی اس اجازت کو ایک "فعل کریمہ و برحقین" بلکہ "برائی" کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں اور اس قسم کے تمام مسائل میں ان کا جہان مغربی مسلمانوں کے غلط افکار کی جانب ہوتا ہے۔

"تعدد ازدواج" ایک ایسی اجازت ہے کہ بعض حالات میں اس کے اخلاقی منافع بھی ہیں۔ اس سے زنا، بدکاری اور چوری چھپے کی آشنائی کا ازالہ ہوتا ہے اس اجازت کو جس نے "برائی" سمجھا اس نے اللہ تعالیٰ کی حکمت کی غلط تصویر کی۔

ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب اس عجلہ (فکر و نظر) کے مدیر اعلیٰ اور مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی کے ڈائریکٹر ہیں، ان کے مضامین حدیث اور سود و غیرہ پر ہماری نگاہ سے گزرے ہیں۔ ان میں تحقیقی انداز اور مطالعو کی وسعت تو بیشک پائی جاتی ہے مگر ڈاکٹر صاحب موصوفت کا نقطہ نگاہ مستشرقین کے افکار سے بہت کچھ متاثر ہے!

اس دور تشکیک والحاد اور عہد فسق و فجور میں تحقیق و تدقیق سے زیادہ اس کی ضرورت ہے کہ وہ اہل ایمان جن کو اللہ تعالیٰ نے علی صلاحیتیں دی ہیں اپنی صلاحیتوں کو اخلاق و پاکیزگی کی تعلیم اور یقین و ایمان کی تبلیغ میں صرف کریں! جن مسائل کے بارے میں جمہور اہل امت متفق ہے ان پر تحقیق کا عمل جراحی کرتا اور غالب آراء کے مقابلے میں متاثر اہل دلیل میں لا کر ذہن و فکر میں الجھنیں پیدا کرنا دین کی کوئی اچھی خدمت نہیں ہے۔

ہم محترم بیٹر فاران" کے تہ دل سے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہماری چند گزارشات فرمایا۔ ہمارے دل میں جہاں ان کے اُن تعریفی کلمات کی قدر ہے جو انہوں نے اپنے تبصرہ کے پہلے پیرا گراف میں تحریر فرمائے ہیں، وہاں ان کے اُن تعریفی جملوں کی سبھی منزلت ہے جو انہوں نے

بعد کی سطروں میں پیش کئے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مسلمان بھائی کی سب سے اچھی دوستی یہ ہے کہ

روک دو گمراہ کوئی ٹوک دو گر خطا کرے کوئی

اسی جذبے کے تحت، محترم مدیر "فاران" کے اس تبصرہ سے جو چند خیالات ذہن میں آئے، وہ یہاں درج ہیں۔ مقصود "فاران" کے تبصرہ پر جوابی تبصرہ ہرگز نہیں ہے۔

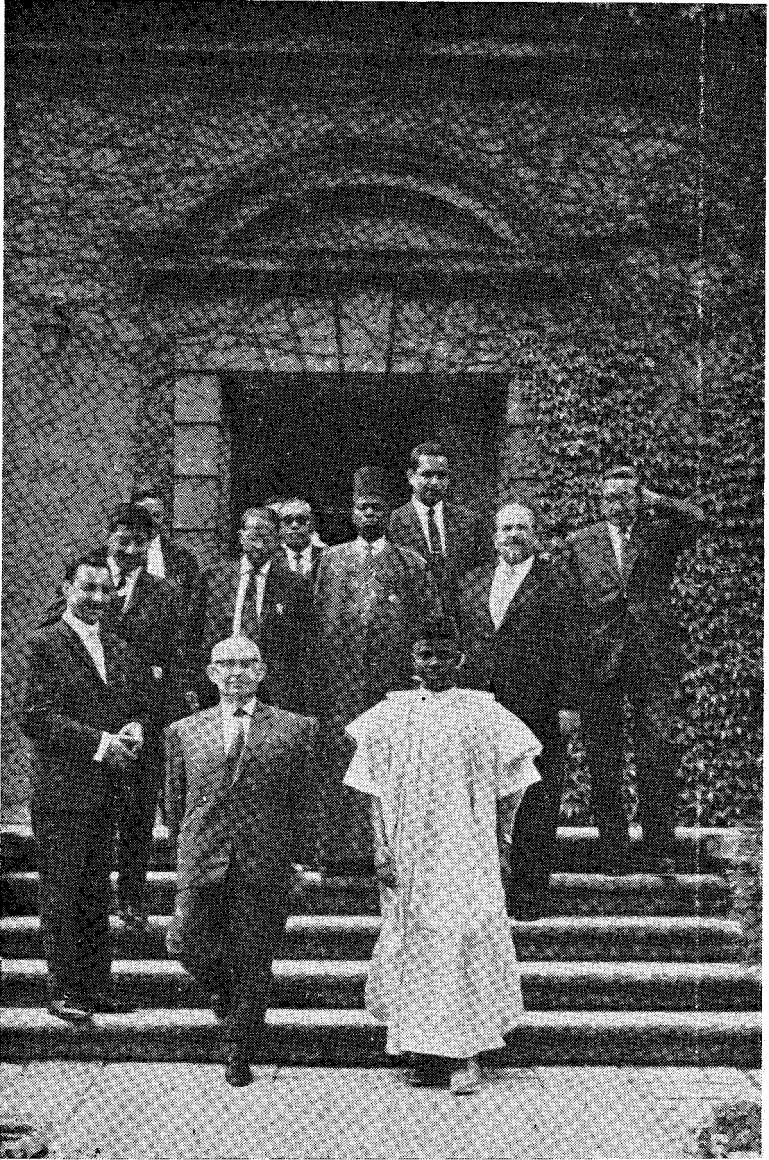
پہلی بات جو ہمیں کھٹکی وہ یہ ہے کہ عام روش کے مطابق فاضل تبصرہ نگار نے بھی مآفان سے زیادہ مٹی قال پر توجہ فرمائی ہے۔ حالانکہ ہم ان جیسے سنجیدہ صاحب فکر سے یہ توقع رکھنے میں یقیناً حق بجانب تھے کہ وہ انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال (یہ دیکھو کہ کہا گیا گیا ہے۔ یہ نہ دیکھو کہ کہا کس نے ہے) کی دانائی پر کاربند ہوں گے۔ جناب مولانا عمر احمد عثمانی اور جناب ڈاکٹر فضل الرحمن کے مقالات کے بارے میں پہلے ہی سے یہ فرض کر لیا گیا کہ (علی الترتیب) "اس مزاج و فکر اور ذہنیت کا شخص قرآن کی جو شرح و تفسیر کرے گا اس میں قرآن کم اور تجدّد خیالی زیادہ ہوگی" اور ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب کا "نقطہ نگاہ مستشرقین کے افکار سے بہت کچھ متاثر ہے" اس قسم کے چلتے ہوئے اعتراضات کی جگہ اگر محترم مدیر "فاران" وقت نظر سے کام لیتے ہوئے ان کے مقالات کی غلطیوں پر متنبہ فرماتے تو کتنا اچھا ہوتا! مولانا عمر احمد عثمانی سے فاضل بیرون طور خاص ناراض معلوم ہوتے ہیں۔ حالانکہ مولانا موصوف نے ہماری عائلی زندگی کے چند اہم ترین مسائل پر جس قدر عالمانہ اور بصیرت افروز بحث کی ہے اور قرآن و سنت نبوی (علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام) سے دلائل و شواہد کا جس قدر وافر ذخیرہ ہتیا گیا ہے، اس کا تقاضا تھا کہ بصورت اختلاف رائے، ان کے تمام دلائل کی نہ سہی، کم از کم ایک آدھ ہی دلیل کی خامی کی طرف توجہ دلائی جاتی۔ کسی ایک آیت، کسی ایک حدیث کے بارے میں یہ بتایا جاتا کہ مولانا نے اس سے غلط استشہاد کیا ہے۔ جن مسائل پر مولانا موصوف بحث فرما رہے ہیں اور جن دلائل کی روشنی میں وہ اپنے نتائج تک پہنچ رہے ہیں، ہمیں یقین ہے کہ ان مسائل و دلائل کی اہمیت و عظمت کے اعتراض میں مکرم مدیر "فاران" کسی سے پیچھے نہیں، بلکہ سبقت لے جانے والوں میں سے ہیں۔ کاش کہ وہ مولانا عثمانی یا محترم پرویز صاحب کی شخصیتوں کو بیچ میں لائے بغیر ان پر توجہ مبذول فرماتے۔

ہی "مستشرقین کے افکار کی بات، جن سے بہت کچھ متاثر ہوئے" کا "الزام" جناب

ڈاکٹر فضل الرحمن کے سرنگا یا گیا ہے۔ تو ہم حیران ہیں کہ ہمارے ملک کے ایک مخصوص حلقے میں مستشرقین کا قہر کیوں بنا لیا گیا ہے۔ مغرب کے وہ اہل علم جو غیر مسلم ہونے کے باوجود اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں تحقیق و تصنیف میں اپنی عمریں صرف کر دیتے ہیں، ان سے درس عبرت حاصل کرتے ہوئے ہمیں اور ہمارے علماء کو تحقیق و تصنیف میں کم از کم اتنی ہی کاوش ضرور کرنی چاہئے تھی، لیکن یہ تو بہت دور کی بات ہے۔ ہم تو اب اس ذوقِ تحقیق کو بھی ترس گئے ہیں جو اب سے صرف ایک دو پشت پہلے خود ہماری قوم میں سرسید علیہ الرحمۃ کی تحریک کی بدولت پیدا ہو چلا تھا۔ اس زمانے میں نہ شبلی جیسے محقق کو نہ اقبال جیسے مفکر کو از ملذ اور براؤن جیسے مستشرق کے افکار سے متاثر ہونے پر ندامت تھی، بلکہ انہیں تو ان سے کسب فیض کرنے پر بڑا ملاحظہ تھا، لیکن انہوں نے آج ہمارے بعض بہترین باصلاحیت افراد کا سارا ذوقِ قلم مستشرقین کو صلواتیں ستانے پر صرف ہو رہا ہے اور اسے خدمتِ اسلام قرار دیا جا رہا ہے۔ محاشی اور معاشرتی ڈھانچے کی ناگزیر شکست و ریخت نے دینی اور اخلاقی اقدار کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ ان حالات میں ضرورتِ تعمیری فکر کی تھی، ضرورتِ اپنے باقی ماندہ سرمایے کا جائزہ لینے کی تھی۔ ضرورتِ محاسبہ نفس کی تھی، لیکن ہم محاسبہ غیر میں مصروف ہیں۔ دوسروں کے عیوب تلاش کرنے بلکہ اس "تلاش و تحقیق" کی زحمت اٹھائے بغیر ہی ان پر تبرا بھیجے کہ "دین کی اچھی خدمت" سمجھ رہے ہیں۔

ہمارے محترم مدیر "فانان" کو اس "دورِ تشکیک و الحاد اور عہدِ فسق و فجور" کی نزاکتوں اور اس کے خطرات کا شدید احساس ہے اور ان جیسے حساس اور بلند پایہ شاعر سے ہمیں توقع بھی اسی کی تھی۔ لیکن ہم حیران ہیں کہ وہ تشکیک و الحاد اور فسق و فجور کا علاج یہ تجویز فرماتے ہیں کہ "تحقیق و ترقی" سے دستبردار ہی اختیار کر لی جائے، یعنی مرض کی شدت کے پیش نظر تشخیصِ مرض کے سلسلے میں تحقیق نہ کی جائے بلکہ جن امور پر "جمہورِ امت کے اتفاق" نے مرض کی یہ کیفیت پیدا کر دی ہے انہیں براہِ راد کیا جائے، یہ کسی سبب جانی ہے؟ اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ یہ کیسی دوستی ہے؟ (مدیر)

مقاماتِ فکر و نظر کون سمجھے  
یہاں لوگ نقشِ قدم دیکھتے ہیں



ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب کانفرنس کے چند مندوبوں کے ساتھ